نوٹس: مختصرالمعانی سوالاًجواباً

مؤلف: احمد نواز قادری عطاری

مزید نوٹس کے لیے رابطہ کریں:

← 0302-4154930 یا گوگل پر اردو میں سرچ کریں:

احمد نواز قادری عطاری کے نوٹس

AL- FAREED ONLINE ACADEMY

کلماتِ آغاز

الحمد للہ "**الفرید آن لائن اکیڈمی**" بہت ساری درسی کتب کے سوالاً جواباً نوٹس بنا چکی ہے، بالخصوص تخصص یعنی مفتی کورس میں پڑھائی جانے والی کتب کے آسان فہم نوٹس اور تراجم۔ ہمارا یہ سلسلہ آگے جاری ہے، ان شاء اللہ ہم مکمل درس نظامی کتب کے نوٹس شائع کریں گے تاکہ طلبا و طالبات کے لیے امتحان دینا آسان ہو جائے۔

ہمارے بنائے ہوئے نوٹس کی خصوصیات:

← بورڈ کے سالانہ امتحان کے مطابق۔

← سوالاً جواباً، آسان فہم۔

← طوالت سے پاک۔

← تھوڑے ٹائم میں مکمل تیاری۔

← باقاعدہ کسی جامعہ میں نہ پڑھنے والے طلبا کے لیے بہت مفید۔

← پوری کتاب کا چند صفحات میں مکمل خلاصہ۔

← اہم اور ضروری ابحاث کا ذکر۔

نوٹ: ذہین اور باقاعدہ مدارس میں پڑھنے والے طلبا صرف ان نوٹس پر اقتصار نہ کریں بلکہ سو فیصد کامیابی اور ایک کامیاب مدرس بننے کے لیے کتاب کی طرف ضرور مراجعت کریں۔

العبد الفقیر احمد نواز قادری عطاری

مختصر المعانی کے نوٹس

سوال: مختصر المعانی کے مصنف کا تعارف بیان کریں؟

جواب: مختصر المعانی کے مصنف کا تعارف

نام: مسعود

والد کا نام: عمر

لقب: سعد الدین

نسبت: تفتازانی

مکمل نام: سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی

ولادت ووفات: (722ھ، 792ھ)

تعارف

علم الکلام کے امام، صرف ونحو کے عظیم محقق، بلاغت کے منفرد مدقق، استاذ الاساتذہ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے ایک علاقہ تفتازان میں پیدا ہوئے اسی لئے تفتازانی کہلائے۔ سرخس میں اقامت اختیار کی لیکن انہیں امیر تیمور اپنے ساتھ سمرقند لے گیا جو آپ کی بہت تعظیم وتکریم کیا کرتا تھا۔ امیر تیمور کے دربار میں میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کا مناظرہ بھی ہوا جس کا بیان میر سید کے ترجمہ میں گزر چکا۔ آپ شروع میں حصول دین کے لئے قاضی عضد الدین کے پاس گئے۔ آپ رَحْمَۃُ

اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ قاضی عضُدُ الدّین عبد الرحمٰن شیرازی کے حلقۂ درس میں سب سے زیادہ کُند ذہن تھے، بلکہ کُند ذہنی میں آپ کی مثال دی جاتی تھی، اس کے باوجود آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ہمت نہ ہاری بلکہ کسی کی بات کو خاطر میں لائے بغیر اپنے اسباق پڑھنے اور یاد رکھنے کے لئے کوشش اور محنت جاری رکھی۔

واقعہ

ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ سبق یاد کرنے میں مصروف تھے کہ ایک اجنبی شخص نے آکر کہا: سعد الدین !اٹھو، ہم سیر و تفریح کرنے چلتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "مجھے سیر و تفریح کے لیے پیدا نہیں کیا گیا، (نیز میری حالت ایسی ہے کہ) مطالعے کے باوجود مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا، میں بھلا کس طرح سیر کو جاسکتا ہوں؟" یہ سن کر وہ شخص چلا گیا لیکن کچھ دیر بعد پھر لوٹ آیا اور سیر و تفریح کے لیے چلنے کو کہا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنا سابقہ جواب دہرایا اور اسے چلتا کیا۔ وہ پھر چلا گیا لیکن کچھ دیر بعد دوبارہ لوٹ آیا اور اب کی بار کہنے لگا: "آپ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یاد فرمارہے ہیں۔" یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی اور ننگے پاؤں ہی محبوب ربّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار کے لیے دوڑ پڑے حتی کہ شہر سے باہر ایک مقام پر پہنچے جہاں نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک گھنے درخت کے سائے میں جلوہ فرما تھے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہمارے بار بار بلانے پر آپ نہیں آئے؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یاد فرمارہے ہیں اور آپ تو میری کند ذہنی اور کمزور یادداشت سے بخوبی آگاہ ہیں، میں آ

پ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم کی بارگاہ میں اپنے مرض سے شفا کا طلب گار ہوں۔"حضرت سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی فریاد سن کر دریائے رحمت جوش میں آیا، نبیِّ رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:"اپنا منہ کھولو۔" آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے منہ کھولا تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم نے اپنا لُعابِ دَہن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے منہ میں ڈال دیا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے لیے دعا فرمائی اور کامیابی کی بشارت عطا فرما کر گھر لوٹ جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

دوسرے دن جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ قاضی عضُد الدین کے درس میں حاضر ہوئے تو دورانِ سبق آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے استاد صاحب کے درس میں کچھ علمی سوالات کئے (جو معنوی اعتبار سے باریک بینی اور گہری سوچ کا نتیجہ تھے) درس میں شریک طلبہ ان سوالات کی گہرائی تک نہ پہنچ سکے اور فضول و بے معنی سمجھ کر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی باتوں سے صَرفِ نظر کرنے لگے، مگر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے استاد قاضی عُضُد الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جو بذاتِ خود میدانِ علم کے شہسوار تھے، حضرت سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی علمی باتیں سن کر اَشکبار ہوگئے اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا:"اے سعد الدین! آج تم وہ نہیں ہو جو کل تھے۔" پھر حضرت سیّدنا سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے تمام واقعہ استاد صاحب کی بارگاہ میں بیان کر دیا۔(شذرات الذھب، ج8، ص548، دار ابن کثیر–دمشق)

اس کے بعد اللہ تعالٰی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جن علوم و فنون سے نوازا وہ بہت کم ہی کسی کے حصہ میں آئے، بلاغت و ادب میں آپ کو متفق علیہ امام تسلیم کیا جاتا ہے اور علم الکلام کا بہترین محقق شمار کیا جاتا ہے، آپ کی اسی علمی جاہ و جلالت کی وجہ سے بعض مؤرخین نے آپ کو حنفی شمار کیا اور بعض نے شافعی شمار کیا۔

اساتذہ: قاضی عضد الدین شیرازی، قطب الدین رازی، ضیاء الدین عبداللہ بن سعد اللہ بن محمّد بن عثمان قزوینی قرمی، نسیم الدین ابوعبداللہ محمد بن سعید بن مسعود نیشاپوری، احمد بن عبدالوہاب قوصی۔

تلامذۃ: حسام الدین بن علی بن محمد ابیوردی، برہان الدین حیدر بن محمد بن ابراہیم شیرازی ہروی، جلال الدین یوسف، عبدالواسع بن خضر، علاء الدین محمد بن محمد بن محمد بن محمد بخاری حنفی، محمد بن عطاء اللہ بن محمد بن احمد رازی، امین الدین جبریل بن صالح بن اسرائیل بغدادی، علاء الدین ابوالحسن علی بن مصلح الدین موسیٰ رومی۔

تعریفی کلمات

فوائد بہیہ میں علامہ کفوی کے حوالہ سے منقول ہے:"كان التفتازاني من كبار علماء الشافعية ومع ذلك له آثار جليلة في أصول الحنفية وكان من محاسن الزمان لم تر العيون مثله في الأعلام والأعيان وهو الأستاذ على الإطلاق والمشار إليه بالاتفاق والمشهور في ظهور الآفاق المذكور في بطون الأوراق اشتهرت تصانيفه في الأرض وأتت بالطول والعرض حتى أن السيد الشريف في مبادى التأليف وأمناء التصنيف كان يغوص في بحار تحقيقه وتحريره ويلتقط الدرر من تدقيقه وتسطيره ويعترف برفعة شأنه وجلالته وقدر فضله وعلو مقامه"(فوائد بہیہ، ص135، مطبعۃ السعادۃ مصر)

ترجمہ: علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کبار علمائے شافعیہ میں سے تھے اس کے باوجود آپ کی کئی تصانیف اصول حنفیہ پر لکھی گئی ہیں، اپنے زمانہ کے بڑے، ماہر علماء میں سے تھے، آنکھوں نے آفاق میں آپ کی مثل نہیں دیکھا

،استاذ مطلق ، امام متفق علیہ ، جہاں کے گوشوں میں مشہور ، زمین میں آپ کی مطول و مختصر تصانیف پھیل گئیں حتیٰ کہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ابتدائی تالیفات میں آپ کی کتب سے بھی نقل اور استفادہ کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رفعت، جاہ و جلال، فضائل اور علو مقام کا اعتراف کرتے۔

قال ابن خلدون:"ولقد وقفت بمصر على تأليف في المعقول لرجل من عظماء هراة من بلاد خراسان يعرف بسعد الدين، يشهد بأن له ملكة راسخة في هذه العلوم، وفي أثنائه ما يدل على أن له اطلاعا على العلوم الحكمية وتعلقا بها، وقدما عالية في سائر الفنون العقلية والله يؤيد من يشاء"(درۃ الحجال فی اسماء الرجال، ج3، ص14، رقم 901، دار التراث– قاہرہ)

ترجمہ: ابن خلدون کہتے ہیں کہ میں مصر میں خراسان کے شہر ہراۃ کے ایک عظیم عالم کی علوم عقلیہ پہ لکھی جانے والی تصانیف پر مطلع ہوا جن سے واضح ہوتا تھا کہ ان کے مصنف کو اس علم میں ملکہ راسخہ، علوم حکمیہ میں اسے مکمل دسترس اور تمام فنون عقلیہ میں اسے ید طولیٰ حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"كان قد انتهت إليه معرفة علوم البلاغة والمعقول بالمشرق بل بسائر الأمصار لم يكن له نظير في معرفة هذه العلوم مات في صفر سنة 792"(الدرر الکامنۃ، ج6، ص112، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد)

ترجمہ: علم بلاغت اور علوم عقلیہ کی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر انتہاء ہو گئی، مشرق بلکہ سارے بلاد میں اِن علوم کی معرفت میں آپ کی کوئی نظیر نہیں تھا۔ صفر 792ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

طبقات المفسرین میں ہے:"اشتهر ذكره، وطار صيته، وانتفع الناس بتصانيفه"(طبقات المفسرین لداوودی،ج2،ص319،دارالعلمیہ بیروت)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ اور ذکر آفاق میں پھیل گیا اور لوگوں نے آپ کی تصانیف سے فائدہ حاصل کیا۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغیۃ میں فرماتے ہیں:"الإمام العلامة عالم بالنحو والتصريف والمعاني والبيان والأصلين والمنطق وغيرها"(بغیۃ الوعاۃ،ج2،ص285،المکتبۃ العصریہ لبنان)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ امام وقت، علامہ دہر اور نحو، صرف، معانی، بیان، اصول اور منطق کے بہترین عالم تھے۔

تصانیف

اربعین فی الحدیث، ارشاد الہادی فی النحو، الاصباح فی شرح دیباجۃ المصباح فی النحو، ترکیب الجلیل فی النحو، تلویح شرح توضیح، تہذیب المنطق والکلام، الجذر الاصم فی شرح مقاصد الطالبین، حاشیہ علی الکشاف ،دفع النصوص والنقوص، شرح تصریف الزنجانی، شرح تلخیص المفتاح، شرح حدیث الاربعین، شرح الشمسیہ في المنطق ،شرح عقائد نسفی، شرح فرائض السراجیہ، شرح الکشاف، شرح منتہی السوال والامل لابن الحاجب، فتاوی الحنفیہ، قوانین الصرف، کشف الاسرار وعدۃ الابرار فی تفسیر القرآن، المختصر المعانی، مطول، مفتاح الفقہ، مقاصد الطالبین، نعم السوابغ فی شرح النوابغ للزمخشری۔(ہدیۃ العارفین ،ج2،ص430،احیاء التراث بیروت)

مختصر المعانی

مختصر المعانی علم بلاغت پر لکھی جانے والی جامع اور منفرد تصنیف ہے ۔ جس کے مصنف امام البلاغت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ کتاب دراصل علم بلاغت پر لکھی والی کتاب تلخیص المفتاح کی شرح ہے لیکن اپنی افادیت و اہمیت کے پیش نظر ایک مستقل تصنیف شمار کی جاتی ہے اور درس نظامی کے کئی مدارس میں تلخیص المفتاح کے بعد با قاعدہ سبقًا پڑھائی جاتی ہے۔اس کی کئی شروحات اور حواشی بھی لکھے جا چکے ہیں۔

عربی شروحات: حاشیہ مختصر المعانی (مصنف: شیخ نظام الدین عثمانی)، غایۃ سوال الحریص (ملا چلپی)، مطول، التجرید، حاشیہ دسوقی (بہت اہم اور جاندار حاشیہ ہے)۔

اُردو شروحات:

تسہیل المبانی شرح مختصر المعانی(مصنف: محمد مہر الدین ، برکاتی پبلشرز کراچی،اکبر بک سیلرز لاہور، بڑی جامع اور منفرد شرح ہے)۔عطائے ربانی شرح مختصر المعانی(یار محمد خان قادری، مکتبۃ الفرقان جام پور ضلع راجن پور، پاکستان)۔خلاصہ مختصر المعانی(عبد الواحد عطاری، والضحیٰ پبلی کیشنز فیصل آباد، مسلم کتاب گھر لاہور)۔

صاحب مختصر المعانی کے ترجمہ کے لئے درج ذیل کتب دیکھیں:

(ہدیۃ العارفین ،ج2،ص429،احیاء التراث بیروت، شذرات الذهب، ج8،ص547، دارابن کثیر – دمشق، بغیۃ الوعاۃ،ج2،ص285،المکتبۃ العصریہ لبنان، طبقات المفسرین لداوودی، ج2،ص319،

دارالعلمیہ بیروت، الدرر الکامنۃ، ج6،ص112، دائرۃ المعارف العثمانیہ،حیدرآباد، الاعلام للزرکلی،ج7،ص219،دارالعلم،انباء الغمر،ج1،ص389،احیاء التراث –مصر،طبقات الحنفیہ لملا علی قاری،ج2،ص537،دارالوقف السنی عراق)

سوال:فصاحت اور بلاغت کے ساتھ کتنی چیزوں کو موصوف کیا جاتا ہے؟

جواب:فصاحت کے ساتھ تین چیزوں کو موصوف کیا جاتا ہے:

- مفرد
- کلام
- متکلم

اور بلاغت کے ساتھ دو چیزوں کو موصوف کیا جاتا ہے:

- کلام
- متکلم

سوال:فصاحت فی المفرد کی تعریف اور مثال بیان کردیں؟

جواب:فصاحت فی المفرد کی تعریف:

لفظ مفرد کا خالی ہونا تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس سے۔

← تنافر حروف کی مثال: مستشزرات۔

← غرابت کی مثال: مسرجاً۔

← مخالفت قیاس کی مثال: الاجلل۔

سوال: فصاحت فی الکلام کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب: فصاحت فی الکلام کی تعریف:

کلام کا خالی ہونا ضعف تالیف، تنافر کلمات اور تعقید سے۔

- ❖ ضعف تالیف کی مثال: ضرب غلامُہ زیداً۔
- ❖ تنافر کلمات کی مثال: لیس قرب قبر حرب قبر۔
- ❖ تعقید یہ ہے کہ لفظ کی دلالت معنیٰ مرادی پر ظاہر نہ ہو۔ جیسے:

وما مثله في الناس إلا مملكًا

... أبو أمه حي أبوه يقاربه

سوال: فصاحت فی المتکلم کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب: فصاحت فی المتکلم کی تعریف:

ایسا ملکہ جس کے ساتھ انسان مقصود کو فصیح لفظ کے ساتھ تعبیر کرنے پر قادر ہو جائے۔

سوال: بلاغت فی الکلام کی تعریف اور مثال بیان کر دیں؟

جواب: بلاغت فی الکلام کی تعریف:

کلام کا مقتضائے حال کے مطابق ہونا فصیح ہونے کے ساتھ۔اور کلام کا مقتضیٰ مختلف ہو تا رہتا ہے کیونکہ کلام کے مقامات ایک دوسرے سے متفاوت ہیں۔جیسا کہ:

- تعریف کا مقام تنکیر کے مقام کے مخالف ہے۔
- تقدیم کا مقام تاخیر کے مقام کے مخالف ہے۔
- ذکر کا مقام حذف کے مقام کے مخالف ہے۔
- وصل کا مقام فصل کے مقام کے مخالف ہے۔
- وغیرہ۔لہذا مقتضائے حال وہ اعتبار ہے جو مناسب ہو اس کے جس کا متکلم لحاظ کرے۔

نوٹ:بلاغت فی الکلام کی دو طرفیں ہیں:

- اعلیٰ:اس کو حدِ اِعجاز بھی کہتے ہیں۔
- اسفل:وہ ہے جس میں کلام بلغاء کے ہاں حیوانوں کے آوازوں کے ساتھ مل جائے۔

سوال:بلاغت فی المتکلم کی تعریف اور مثال بیان کر دیں؟

جواب:بلاغت فی المتکلم کی تعریف:

ایسا ملکہ جس کے ساتھ انسان بلیغ کلام لانے پر قادر ہو جائے۔

الفن الاول علم المعانی

سوال:علم معانی کی تعریف کرتے ہوئے بتائیں کہ یہ کتنے اور کون کون سے ابواب میں بند ہے؟

جواب: علم معانی کی تعریف:

ایسا علم جس کے زریعے لفظِ عربی کے ان احوال کو پہچانا جائے جن احوال کے ساتھ لفظ مقتضائے حال کے مطابق ہوتا ہے۔

علم معانی آٹھ (8) ابواب میں بند ہے:

- اِسناد خبری کے احوال۔
- مسند الیہ کے احوال۔
- مسند کے احوال۔
- متعلقاتِ فعل کے احوال۔
- قصر کے احوال۔
- انشاء کے احوال۔
- فصل و وصل کے احوال۔
- ایجاز، اِطناب اور مساواۃ کے احوال۔

سوال: صدقِ خبر اور کذبِ خبر کی تعریف کریں؟

جواب: صدق خبر کی تعریف:

خبر کا واقع کے مطابق ہونا۔

کذب خبر کی تعریف:

خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا۔

جبکہ بعض نے کہا: صدقِ خبر: خبر کا مُخبِر کے اعتقاد کے مطابق ہونا اگرچہ اِعتقاد غلط ہو۔ اور کذبِ خبر: خبر کا مخبر کے اعتقاد کے مطابق نہ ہونا۔

سوال: فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف کریں؟

جواب: فائدۃ الخبر کی تعریف:

وہ خبر ہے جس میں مخاطب کو حکم کا فائدہ دینا مقصود ہو۔

لازم فائدۃ الخبر کی تعریف:

وہ خبر ہے جس میں مخاطب کو اپنے عالم ہونے کا فائدہ دینا مقصود ہو۔

سوال: اِبتدائی، طلبی اور انکاری کی تعریف کریں؟

جواب: درج ذیل ہے:

- ابتدائی: وہ ہے جس میں مخاطب حکم اور حکم میں شک کرنے سے خالی الذہن ہو۔ اس صورت میں کلام بغیر تاکید کے لایا جائے گا۔ جیسے: زید قائم۔
- طلبی: وہ ہے جس میں مخاطب حکم میں شک کرنے والا ہو اور اسے طلب کرنے والا ہو۔ اس صورت میں ایک تاکید لانا اچھا ہے۔ جیسے: اِن زیداً قائم۔

❖ انکاری: وہ ہے جس میں مخاطب حکم کا انکار کرنے والا ہو۔اس صورت میں تاکید لانا واجب ہے۔ جیسے: اِنَّ اِنّ زیداً قائم۔

سوال: اِسناد کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اسناد کی دو قسمیں ہیں:

← **حقیقت عقلیہ**: وہ ہے جس میں فعل یا معنیٰ فعل کا اسناد کیا جائے اس کی طرف جس کے لیے وہ ہے متکلم کے ہاں ظاہر میں۔ جیسے: مومن شخص کا قول: انبت اللہُ البقلَ۔

← **مجاز عقلی**: وہ ہے جس میں فعل یا معنیٰ فعل کا اسناد کیا جائے اس کی طرف جس کا فعل سے تعلق ہے۔ جیسے: انبت الربیعُ البقلَ۔

مسند الیہ کے احوال

سوال: مسند الیہ کے حذف کے مقام کو بقیہ سارے احوال پر مقدم کیوں کیا؟

جواب: مسند الیہ کے حذف کے مقام کو بقیہ سارے احوال پر اس لیے مقدم کیا کیونکہ کسی بھی چیز کا عدم اس کے وجود پر مقدم ہوتا ہے اس لیے حذف کو مقدم کیا ہے۔

سوال: یہاں پر مسند الیہ کے احوال میں مصنف نے ذکر نہ کرنے کو "حذف" سے تعبیر کیا جب کہ مسند کے احوال میں "ترک" سے تعبیر کیا دونوں میں فرق کیا ہے؟

جواب:اس لیے کہ مسند الیہ کلام کا رکن اعظم ہے اور اس کی شدید حاجت ہوتی ہے حتیٰ کہ جب اس کو نہ بھی ذکر کیا جائے تو یہ ایسے ہی ہے گویا اس کو ذکر کیا گیا ہے پھر کسی وجہ سے حذف کر دیا گیا، جبکہ مسند اس طرح نہیں ہے اس لیے وہاں ترک بولا اور یہاں حذف سے تعبیر کیا۔

سوال:مسند الیہ کے حذف کے کچھ مقام بیان کریں؟

جواب:درج ذیل ہے:

- عبث ہونے سے بچانے کے لیے ظاہر پر بنا کرتے ہوئے یا دو دلیلوں میں سے اقویٰ کا خیال ڈالنے کے لیے۔جیسے:کیف انت؟کے جواب میں"علیل"۔
- سامع کی بیداری کو جانچنے کے لیے قرینہ کے پائے جانے کے وقت۔
- سامع کی بیداری کی مقدار کو جانچنے کے لیے۔
- حاجت کے وقت انکار کرنے کے لیے۔جیسے:فاسق فاجر۔
- تعیین کا دعویٰ کرنے کے لیے۔جیسے:وھاب الالوف۔

سوال:مسند الیہ کو ذکر کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب:درج ذیل ہے:

- ❖ اس لیے کہ مسند الیہ کو ذکر کرنا یہ اصل ہے اور اس سے عدول کا کوئی مقتضی نہیں۔
- ❖ مسند الیہ کی تعظیم ظاہر کرنے کے لیے۔جیسے: امیر المؤمنین حاضر۔
- ❖ اس کے ذکر سے برکت حاصل کرنے کے لیے۔جیسے:النبیﷺ قائل ھذا القول۔

❖ کلام لمبا کرنے کے لیے۔ جیسے: ھی عصای اتوکا علیہا۔

سوال: مسند الیہ کو معرفہ کیسے لاتے ہیں؟

جواب: درج ذیل ہے:

← مسند الیہ کو معرفہ ضمیر کے ساتھ لاتے ہیں وہ متکلم کی ہو، خطاب کی ہو یا غیب کی۔ خطاب میں اصل یہی ہے کہ وہ معین شخص کے لیے ہو۔انا ضربت۔

← کبھی مسند الیہ کو معرفہ علمیت کے ساتھ لاتے ہیں اس کے معین ہونے کی وجہ سے سامع کے ذہن میں۔اللہ احد۔

← اسم موصول کے ساتھ مسند الیہ کو معرفہ لاتے ہیں مخاطب کو ان احوال کا علم نہ ہونے کی وجہ سے جو مسند الیہ کے ساتھ خاص ہیں سوائے صلہ کے۔الذی کان معنا امس رجل عالم۔

← یا تقریر کی زیادتی کے لیے۔

← قباحت پر تصریح کرنے کے لیے۔

← تعظیم کے لیے۔

← کبھی مسند الیہ کو الف لام کے ساتھ معرفہ لاتے ہیں معین ہونے کی طرف اشارہ کرنے کے لیے۔ جیسے: الرجل خیر من المراۃ۔

سوال: استغراق کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: استغراق کی دو قسمیں ہیں:

← استغراق حقیقی: جس میں ہر اس فرد کو مراد لیا جائے جس کو لفظ شامل ہو لغت کے اعتبار سے۔

← استغراق عرفی: یہ ہے کہ ہر وہ فرد مراد لیا جائے جس کو لفظ شامل ہو عرف کے اعتبار سے۔

سوال: اگر کوئی اعتراض کرے کہ اسم کا مفرد ہونا اِس کی وحدت پر دلالت کرتا ہے جبکہ استغراق تعدد پر دلالت کرتا ہے اور یہ دونوں چیزیں آپس میں منافی ہیں تو اس کا کیا جواب ہو گا؟

جواب: استغراق اور اسم کے واحد ہونے میں کوئی منافات نہیں کیونکہ وہ مفرد وحدت والے معنی سے خالی ہوتا ہے اور ہر فرد کے معنی میں ہوتا ہے نہ کہ افراد کے مجموعے میں، اسی لیے جمہور کے نزدیک اس کی صفت لانا جمع کے ساتھ ممتنع ہے۔

← کبھی مسند الیہ کو اضافت کے ساتھ معرفہ لایا جاتا ہے چونکہ اضافت مختصر طریقہ ہے یا اضافت مضاف الیہ کی شان کو متضمن ہوتی ہے یا مضاف کی شان کو متضمن ہوتی ہے۔

سوال: مسند الیہ کو نکرہ کیوں لاتے ہیں؟

جواب: درج ذیل ہے:

- مسند الیہ کو نکرہ لایا جاتا ہے اِفراد کا قصد کرنے کے لیے۔ جیسے: جائنی رجل من اقصی المدینۃ یسعیٰ۔
- تعظیم کے لیے۔
- کثرت بیان کرنے کے لیے۔ جیسے: اِنّ لہ لابلاً۔
- حقارت کے لیے۔ جیسے: جائنی رجل۔

- کبھی کبھی تعظیم اور کثرت دونوں کے لیے۔ جیسے: کذّبت رسل من قبلک۔
- قلت بیان کرنے کے لیے۔ جیسے: رضوان من اللہ اکبر۔

سوال: مسند الیہ کی صفت کیوں لاتے ہیں؟

جواب: درج ذیل ہے:

- اس لیے کہ صفت مسند الیہ کے معنی کو کھول دیتی ہے، واضح کرتی ہے۔ الجسمُ الطویل العریض العمیق یحتاجُ الیٰ فراغ یشغلہ۔
- صفت مسند الیہ کو خاص کرتی ہے۔ زید التاجرُ عندنا۔
- مسند الیہ کی تعریف کرتی ہے۔ زید العالمُ۔
- مذمت کرتی ہے۔ زید الجاھلُ۔
- اس کی تاکید بیان کرتی ہے۔

سوال: مسند الیہ کی تاکید کیوں لاتے ہیں؟

جواب: درج ذیل ہے:

- اس لیے کہ تاکید مسند الیہ کو پکا اور اس کے مفہوم کو ثابت کرتی ہے، پختہ کرتی ہے۔ جیسے: جائنی زید زید۔
- مجاز کے وہم کو دور کرتی ہے۔ قطع اللصَ الامیرُ الامیر۔
- سہو کے وہم کو دور کرتی ہے۔ جائنی زید زید۔

- عدم شمول کے وہم کو دور کرتی ہے۔جائنی القومُ کلُھم۔

سوال:مسند الیہ کا عطف بیان اور بدل کیوں لاتے ہیں؟

جواب:اس لیے کہ مسند الیہ کی وضاحت کرنا مقصود ہوتی ہے اس نام کے ساتھ جو اس کے ساتھ خاص ہے۔

جیسے:قدمَ صدیقُک خالد۔

بدل مزید وضاحت کے لیے لاتے ہیں۔جیسے:جائنی اخوک زید۔

← اور عطف اس لیے لاتے ہیں کہ مسند الیہ کی تفصیل بیان کر دی جائے اختصار کے ساتھ یا مسند کی تفصیل بیان کر دی جائے۔جیسے: جائنی زید فعمرو۔

← سامع کا رد کرنے کے لیے حکم میں خطا سے درستگی کی طرف۔جیسے:جائنی زید لا عمرو۔

← ایک محکوم علیہ سے حکم پھیرنے کے لیے دوسرے محکوم علیہ کی طرف۔جیسے:جائنی زید بل عمرو۔

سوال:مسند الیہ اور مسند کے درمیان فاصلہ کیوں لاتے ہیں؟

جواب:مسند الیہ اور مسند کے درمیان فاصلہ اس لیے لاتے ہیں کہ مسند الیہ یہاں مسند کے ساتھ خاص ہے یعنی مسند مسند الیہ پر بند ہے۔جیسے:زید ھو القائم۔

سوال:مسند الیہ کو مسند پر مقدم کیوں کرتے ہیں؟

جواب:درج ذیل ہے:

← مسند الیہ کو مقدم اس لیے کرتے ہیں کہ اس کو ذکر کرنا زیادہ اہم ہے اور تقدیم اس میں اصل ہے جب تک عدول کا قرینہ نہ ہو۔ جیسے: زید قائم۔

← خبر کو سامع کے ذہن میں پکا کرنے کے لیے۔ جیسے: الذی حارت البریۃُ فیہ حیوان مستحدث من جماد۔

← خوشی یا برائی جلدی بتانے کے لیے۔

← فال لینے کے لیے۔ جیسے: سعد فی دارک۔

سوال: کیا مسند الیہ کو مقدم کرنا تخصیص کا فائدہ دیتا ہے؟

جواب: عبد القاہر نے کہا: مسند الیہ کو مقدم کرنا تخصیص کا فائدہ دیتا ہے خبر فعلی کے ساتھ، اگر مسند الیہ کے ساتھ حرف نفی ملا ہوا ہو بغیر کسی فاصلے کے تو وہاں پہ تقدیم فعل کی نفی کا فائدہ دے گی متکلم سے اور غیر کے لیے ثبوت کا فائدہ دے گی۔ جیسے: ماانا قلتُ۔ جبکہ کبھی تقدیم حکم کو سامع کے ذہن میں پکا کرنے کے لیے آتی ہے۔ جیسے: ھو یُعطی الجزیلَ۔ علامہ سکاکی نے انہیں کی اتباع کی ہے کہ مسند الیہ کی تقدیم تخصیص کا فائدہ دیتی ہے لیکن ان کے نزدیک شرائط اور تفصیل اور ہے۔ کیونکہ عبد القاہر کا مذہب یہ ہے کہ اگر مسند الیہ کے ساتھ حرف نفی ملا ہوا ہے تو وہ قطعی طور پر تخصیص کے لیے ہے۔ اور اگر تخصیص مقصود نہیں تو پھر حکم کی تقویت کے لیے ہے برابر ہے کہ مسند الیہ معرفہ ہو یا نکرہ، اسم ضمیر ہو یا اسم ظاہر، فعل مثبت ہو یا منفی۔ جبکہ سکاکی کا مذہب یہ ہے کہ اگر مسند الیہ نکرہ ہو تو وہ تخصیص کے لیے ہے اگر کوئی مانع نہ ہو۔ اور اگر مسند الیہ معرفہ اسم ظاہر ہو تو وہ فقط حکم کی تقویت کے لیے ہو گا، تخصیص کے لیے نہیں۔ اگر اسم ضمیر ہو تو پھر کبھی تخصیص کے لیے ہو گا اور کبھی حکم کی تقویت کے لیے۔

سوال: مسند الیہ کو مؤخر کیوں کرتے ہیں؟

جواب: اس لیے کہ وہاں مقام مسند کی تقدیم کا تقاضہ کرتا ہے۔ جیسے: این زید۔

مسند کے احوال

نوٹ: مسند کو حذف کرنے کی صورت میں اور ذکر کرنے کی صورت میں وہی احوال ہیں جو مسند الیہ کے ہیں یعنی عبث ہونے سے بچانے کے لیے، تعظیم کے لیے، برکت حاصل کرنے کے لیے وغیرہ۔ فلیراجع للتفصیل ہنا۔

سوال: مسند کو مفرد کیوں لاتے ہیں؟

جواب: مسند کو مفرد اس لیے لاتے ہیں کہ وہ سبب نہیں ہوتا اور ایسا فائدہ نہیں دیتا جو حکم کو پکا کرے۔

سوال: مسند کو فعل اور کبھی اسم کیوں لاتے ہیں؟

جواب: مسند کو فعل اس لیے لاتے ہیں کیونکہ یہ تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مقید ہوتا ہے زمانہ ماضی، حال یا استقبال کے ساتھ۔ زمانہ ماضی گزرا ہوا زمانہ، حال موجودہ زمانہ اور مستقبل ہے آنے والا زمانہ۔ اور مسند کو اسم اس لیے لاتے ہیں کیونکہ یہ تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہوتا۔

بہر حال مسند کو شرط کے ساتھ مقید کرنا تو یہ ان اعتبارات اور حالات کی وجہ سے ہے جو اس کا تقاضا کرتے ہیں جن کو نہیں پہچانا جا سکتا مگر حروف شرط کی پہچان کے ساتھ۔

سوال:اِن،اِذااورلو کا معنی بیان کریں؟

جواب: یہ تینوں شرط کے لیے آتے ہیں۔ اِن اور اِذا استقبال میں شرط کے لیے آتے ہیں لیکن اِن میں اصل شرط کے واقع ہونے کا یقین نہ ہونا ہے لہذا یہ اللہ تعالی کے کلام میں واقع نہیں ہو گا مگر حکایت یا تاویل کے طریقے پر اور اذا میں اصل شرط کے وقوع کا جزم ہے تو پس اِن اور اِذا دونوں زمانہ مستقبل میں شریک ہیں بر خلاف لو کے اور دونوں جدا ہیں جزم ہونے اور نہ ہونے میں۔

سوال:مسند کو نکرہ کیوں لاتے ہیں؟

جواب: مسند کو نکرہ اس لیے لاتے ہیں کہ وہاں حصر مقصود نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی معین چیز کی طرف اشارہ یا اس کی شان کو بڑھانے کے لیے یا تحقیر کے لیے نکرہ لاتے ہیں۔

سوال: مسند کو معرفہ کیوں لاتے ہیں؟

جواب: مسند کو معرفہ اس لیے لاتے ہیں تاکہ سامع کو ایک امر معلوم کا فائدہ دیا جاسکے۔

سوال:مسند کو جملہ کیوں لاتے ہیں؟

جواب: مسند کو جملہ اس لیے لاتے ہیں کہ یہ زیادہ حکم کی تقویت کرتا ہے یا یہ سبب ہوتا ہے۔

سوال:مسند کو مقدم کیوں کرتے ہیں؟

جواب: اس لیے کہ مسند الیہ مسند کے ساتھ خاص ہوتا ہے یعنی اس پر بند ہوتا ہے۔ جیسے: لا فیھا غول۔ اسی طرح فال لینے کے لیے اور کبھی مسند الیہ کی طرف شوق دلانے کے لیے بھی مسند کو مقدم کیا جاتا ہے۔

فعل کے متعلقات کے احوال

فعل کے متعلقات کے احوال بیان کریں؟

جواب: متعلقات فعل کے کثیر وہی احکام ہیں جو پیچھے مسند اور مسند الیہ میں گزرے ہیں۔ فعل مفعول کے ساتھ اسی طرح ہے جس طرح فعل فاعل کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر مفعول بہ کو فعل کے ساتھ نہ ذکر کیا جائے تو غرض فعل کو فاعل کے لیے ثابت کرنا ہوگا یا فعل کی فاعل سے نفی کرنا ہوگی مطلق طور پر اور وہاں فعل متعدی کو لازم کی جگہ اتارا جائے گا جس کا مفعول نہ ہو۔

سوال: لام کے استغراق کا فائدہ دینے میں سکاکی کا کیا مذہب ہے؟

جواب: سکاکی کا مذہب یہ ہے کہ جب مقام خطاب کا ہو اور استدلالی نہ ہو تو الف لام کو استغراق پر محمول کیا جائے گا۔

سوال: مفعول بہ کو حذف کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب: مفعول بہ کو حذف کیا جاتا ہے ابہام کے بعد بیان کے لیے جیسا کہ مشیت اور ارادے اور اس کی مثل فعل میں جب تک فعل کا مفعول کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ جیسے: فلو شاء لھدیٰکم اجمعین۔ یا غیر مراد ادارہ کے وہم کو دور کرنے کے لیے۔ کبھی عموم کے لیے یا محض اختصار کے لیے بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔

سوال: مفعول بہ کو مقدم کیوں کرتے ہیں؟

جواب: مفعول بہ، جار مجرور، ظرف وغیرہ کو فعل پر مقدم اس لیے کرتے ہیں تاکہ تعیین میں خطا کا رد ہو جائے۔ جیسے: زیداً عرفتُ۔

فائدہ:

تقدیم کو تخصیص غالب طور پہ لازم ہوتی ہے اور یہ اس سے جدا نہیں ہوتی۔ جیسے: ایاک نعبد۔

قصر کا بیان

کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ مخصوص طریقے سے خاص کرنا قصر کہلاتا ہے۔

سوال: قصر کی بنیادی قسمیں کون سی ہیں؟

جواب: قصر کی دو قسمیں ہیں:

قصر حقیقی

قصر اضافی

سوال: قصر حقیقی کیا ہے؟

جواب: وہ قصر جس میں کسی چیز کا اختصاص حقیقت اور واقع کے اعتبار سے ہو، نہ کہ کسی اضافت یا نسبت کی وجہ سے، اسے قصر حقیقی کہتے ہیں۔

مثال: لا كَاتِبَ فِي الْمَدِينَةِ إِلَّا عَلِيٌّ۔ شہر میں علی کے علاوہ کوئی کاتب نہیں۔

یہ اس وقت درست ہو گا جب واقعی علی کے سوا کوئی کاتب نہ ہو۔

سوال : قصر اضافی کیا ہے؟

جواب: جب کسی چیز کا اختصاص کسی خاص اعتبار یا نسبت کے لحاظ سے ہو، نہ کہ مطلق حقیقت میں، تو اسے قصر اضافی کہتے ہیں۔

مثال: مَا عَلِيٌّ إِلَّا قَائِمٌ۔ علی صرف کھڑا ہے۔

یعنی اس وقت اس کی حالت کھڑے ہونے کی ہے، باقی تمام صفات کی نفی مقصود نہیں۔

قصر کی مزید تقسیم

سوال: قصر کی دو مزید قسمیں کون سی ہیں؟

جواب:

قصر صفت علی الموصوف

قصر موصوف علی الصفت

سوال: قصر صفت علی الموصوف کیا ہے؟

جواب: جب کسی صفت کو ایک خاص موصوف کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے۔

مثال:لا فَارِسَ اِلَّا عَلِیٌّ۔ صرف علی گھڑسوار ہے۔یہاں "فارس"(صفت) کو علی (موصوف) کے ساتھ خاص کیا گیا۔

سوال: قصر موصوف علی الصفت کیا ہے؟

جواب:

جب کسی موصوف کو ایک خاص صفت کے ساتھ مخصوص کیا جائے۔

مثال:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ

محمد ﷺ صرف رسول ہیں۔

یعنی آپ ﷺ معبود نہیں ہیں۔

قصر اضافی کی اقسام

سوال: مخاطب کے حال کے اعتبار سے قصر اضافی کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:

تین قسمیں ہیں:

قصر افراد

قصر قلب

قصر تعیین

قصر افراد کیا ہے؟

جواب:

جب مخاطب کسی کام میں شرکت کا گمان رکھتا ہو اور اسے رد کیا جائے۔

مثال:

مَا أَنَا قُلْتُ

میں نے نہیں کہا۔

یعنی دوسرے شریک نہیں تھے۔

قصر قلب کیا ہے؟

جواب: جب مخاطب کسی اور کے متعلق اعتقاد رکھتا ہو اور اس کا الٹ بیان کیا جائے۔

مثال: أَنَا سَعَيْتُ فِي حَاجَتِكَ۔ صرف میں نے تمہاری حاجت کے لیے کوشش کی۔

سوال: قصر تعیین کیا ہے؟

جواب: جب مخاطب کو معلوم ہو کہ کسی ایک نے کام کیا ہے مگر وہ متعین نہ ہو، تو اسے متعین کر دیا جائے۔

مثال: مَا سَعَى فِي حَاجَتِكَ إِلَّا زَيْدٌ

تمہاری حاجت میں صرف زید نے کوشش کی۔

سوال: قصر کے اہم طریقے کون سے ہیں؟

جواب: درج ذیل ہے:

- ← نفی و استثناء
- ← اِنَّمَا
- ← عطف (لا، بل، لیکن)
- ← مفعول یا متعلق کو مقدم کرنا

ہمارے دیگر کتب کے نوٹس اور مختصر تالیفات کے نام

- فتاویٰ شامی کتاب الطلاق کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- کتاب البیوع کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- کتاب الوقف کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- المعتقد المنتقد کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- الاشباہ والنظائر کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- شرح عقود رسم المفتی کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- عقیدۂ طحاویہ کے معروضی سوالات۔
- اجل الاعلام کا خلاصہ اور نقشہ جات۔
- نور الایضاح کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- قدوری شریف کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- ہدایہ شریف کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- اصول الشاشی کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- شرح ملّا جامی کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- کافیہ کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- ہدایۃ النحو کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- شرح مائۃ عامل کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- مرقات کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- تیسیر مصطلح الحدیث کے نوٹس سوالاً جواباً۔

- مقدمۃ الشیخ کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- مناظرہ رشیدیہ کی تعریف۔
- تلخیص المفتاح کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- مختصر المعانی کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- دروس البلاغہ کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- المعتقد المنتقد کے معروضی سوالات۔
- علم حدیث اور فقہاء احناف۔
- امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حیات و خدمات۔
- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حیات و خدمات۔
- سیرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔
- حجیت حدیث اور منکرین حدیث کا رد۔
- ویلنٹائن ڈے ایک تحقیقی مقالہ۔
- محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اور انسانی حقوق۔
- قواعد النحو۔
- سات روزہ دورۂ نحو۔
- تراجم المصنفین۔
- وغیرہ مختصر و مطول کتب۔

یہ سب کتب اور نوٹس پڑھنے اور فری ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے گوگل پر اُردو میں سرچ کریں: احمد نواز قادری عطاری کے نوٹس۔

احمد نواز قادری عطاری جلالی